قلیل حرام پر مشتمل غذائی مصنوعات

(دوسری اور آخری قسط)

مفتی شعیب عالم

قلیل کا معیار

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ شریعت جس قلیل سے چشم پوشی کرتی ہے، اس قلیل کا تعین ہونا چاہیے۔ لیکن جس طرح فقہ کے تمام ابواب میں قلیل کی کوئی ایک مقدار متعین نہیں، اسی طرح خاص غذائی اجناس اور ماکولات ومشروبات کے بارے میں بھی قلیل کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اشیاء حرام ہیں وہ مختلف اسباب کی بنا پر حرام ہیں اور جب اسباب مختلف ہیں تو لامحالہ مقدار بھی مختلف ہوگی۔ وہ اسباب جن کی بنا پر شریعت کسی چیز کو حرام قرار دیتی ہے، علماء شریعت نے استقراء کے بعد قرار دیا ہے کہ پانچ ہیں: ۱:-ضرر، ۲:-سکر، ۳:-خبث، ۴:-کرامت اور ۵:-نجاست۔

ان اسباب میں سے ہر سبب کا دائرہ مختلف ہے، مثلاً: کوئی چیز مضر ہو تو ضروری نہیں کہ وہ نجس بھی ہو اور جو نجس ہو تو لازم نہیں کہ وہ مسکر بھی ہو اور جو مکرم ومحترم ہو تو اس کا مضر ومسکر اور خبیث ونجس ہونا لازم نہیں۔ مزید یہ کہ اشیاء مختلف ہیں، کبھی کسی شئے کا ایک جزء پاک تو دوسرا ناپاک ہوتا ہے، ایک خاص مقدار میں خبث ہوتا ہے تو اس سے کم مقدار خبث سے خالی ہوتی ہے، ایک ہی شئے ایک شخص کے لیے بوجہ ضرر حرام تو دوسرے کے لیے بوجہ عدم ضرر حلال ہوتی ہے۔ لہٰذا قلیل کی مقدار کو اسی وقت معلوم کیا جاسکتا ہے جب یہ معلوم ہو کہ اس کی حرمت مذکورہ اسبابِ حرمت میں سے کس کی بنا پر ہے؟

مضرت

اگر حرمت کا سبب مضرت ہو تو اس کی اتنی مقدار کا استعمال جائز ہوگا جو مضرت کا باعث نہ ہو، کیونکہ حرمت کی علت مضرت ہے اور جب مضرت نہ ہو تو پھر حرمت بھی نہیں۔ جب علت کسی شئے کا ضرر رساں ہونا ہو تو اگر کوئی چیز مفرد حیثیت سے مضر نہ ہو، لیکن مجموعہ میں جا کر وہ مضر بن جاتی ہو تو ضرر

www.banuri.edu.pk

کی علت کی وجہ سے اس کا استعمال ناجائز ہوگا۔ اس کے برعکس اگر ایک چیز مفرد حیثیت سے نقصان دہ ہو، لیکن خلط وترکیب اور امتزاج وآمیزش سے اس کا نقصان دور ہوجاتا ہو تو اس کا استعمال جائز ہوگا:

’’أما المعادن فهي أجزاء الأرض وجميع ما يخرج منها فلا يحرم أكلهٗ إلا من حيث أنه يضر بالآكل۔‘‘(۱)

’’اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح جاتا رہے یا مُنشی میں نشہ نہ رہے تو ممانعت بھی نہ رہے گی۔‘‘(۲)

اور اسی کتاب کے دوسرے مقام پر ہے:

’’جب مضر اور غیر مضر مل جائیں اور تو اگر ملانے سے نقصان جاتا رہے تو ممانعت بھی جاتی رہے گی۔‘‘

کرامت

کرامت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئے باعثِ تکریم وتعظیم ہو۔ کائنات میں حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو کرامت اور عزت بخشی ہے، اس لیے انسان کا کوئی جزء براہ راست کھانا یا کسی چیز میں ملانا حرام ہے اور جس شئے میں انسانی اعضاء میں سے کسی کی آمیزش ہو تو قلیل وکثیر کی تفریق کیے بغیر اس کا استعمال حرام ہے، چاہے وہ انسانی جزء خود پاک ہو، %o: بال، ناخن اور ہڈی یا خود ناپاک ہو، %o: خون اور فضلہ وغیرہ:

’’لو وقع جزء من آدمي میت في قدر ولو وزن دانق حرم الكل لا لنجاسته فإن الصحيح أن الآدمي لا ينجس بالموت ولكن لأن أكلهٗ محرم احترامًا لا استقذارًا۔‘‘ (۳)

سکر

سکر سے مراد نشہ ہے اور نشہ سے مراد یہ ہے کہ عقل مغلوب اور ہذیان غالب ہوجائے اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگے۔ اگر نشہ آور شئے جامد ہے تو اس کی اتنی مقدار کا استعمال جائز ہے جس سے نشہ نہ ہو، خواہ یہ مقدار پورے پروڈکٹ میں دو تین فیصد ہو یا اس سے کم زیادہ ہو، کیونکہ علت نشہ ہے اور جب نشہ نہیں تو حرمت بھی نہیں۔ اگر نشہ آور جزء سیال ہے اور چار حرام شرابوں میں سے کوئی ایک نہیں تو اس کے قدر غیر مسکر کا استعمال بھی جامد نشہ آور اشیاء کی طرح جائز ہے، البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اشربہ اربعہ کے علاوہ دیگر مسکرات کا خارجی استعمال جائز ہے اور داخلی استعمال صرف اس حد تک جائز ہے کہ نشہ کی حد تک نہ ہو اور استعمال سے کوئی معتد بہ غرض ہو۔

اگر نشہ آور شئے چار حرام شرابوں میں سے کوئی ایک ہے تو اس کا مطلقاً استعمال ناجائز ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ اور اس سے نشہ ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو۔ جس طرح صارف کے لیے ایسی

مصنوعات کا استعمال حرام ہے جس میں اشربہ اربعہ میں سے کوئی ایک شراب شامل ہو، ایسے ہی صانع کے لیے بھی اس حرام شراب کا ملانا حرام ہے۔

”وأما النبات فلا يحرم منه إلا ما يزيل العقلَ أو يزيل الحياةَ أو الصحةَ فمزيل العقل: البنج و الخمر وسائر المسكرات. ومزيل الحياة: السموم. ومزيل الصحة: الأدوية في غير وقتها. وكأن مجموع هذا يرجع إلى الضرر إلا الخمر و المسكرات ، فإن الذي لا يسكر منها أيضًا حرام مع قلته لعينه ولصفته وهي الشدة المطربة۔“ (۴)

خبث

خبث سے مراد یہ ہے کہ ایک سلیم الفطرت انسان اس کو طبعی طور پر ناپسند کرے اور اس کا مزاج اس سے گھن کھائے اور طبیعت نفرت کرے۔ طبیعت کا کسی شئے سے گھن کھانا بعض اوقات مقدار کی کمی بیشی کے بغیر مطلق ہوتا ہے، مثلاً: ایک صحیح فطرت انسان کو خبر ملے کہ بھرے مٹکے میں ایک قطرہ پیشاب کا مل گیا ہے تو اس کی طبیعت استعمال پر آمادہ نہ ہوگی۔ کبھی مقدار کا کم یا زیادہ ہونا خبث کے ہونے یا نہ ہونے میں اثر رکھتا ہے، مثلاً: پورے دیگ میں ایک مکھی کے گرنے سے طبیعت گھن نہیں کھاتی، اس لیے علاوہ مکھی کے دیگ کا استعمال جائز ہوگا، لہٰذا جن اشیاء کی حرمت خبث کی بنا پر ہو اگر وہ شئے خود یا اس سے بنا ہوا کوئی جزءِ ترکیبی کسی پروڈکٹ میں ملایا گیا ہو، مگر مقدار میں اتنا کم ہو کہ طبیعت کو اس سے گھن نہ آئے تو پروڈکٹ کا استعمال جائز ہوگا۔

مگر اس پر اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء نے اس سلسلے میں جو مثالیں دی ہیں وہ عام طور وہ ہیں جن سے بچنا مشکل ہے، مثلاً: دیگ میں مکھی گر جائے یا شوربے میں چیونٹی پک جائے یا کسی چیز میں خود ہی کیڑا نکل آئے، بالفاظِ دیگر مچھر یا چیونٹی خود گر کر مر جائے تو محلول یا مطعوم کا کھانا اور بات ہے اور خود کیڑے مار مار کر شامل کرنا دوسری بات ہے۔ آج کل یہی دوسری صورت اختیار کی جاتی ہے، کیونکہ کیڑوں مکوڑوں کی باقاعدہ صنعت قائم ہوگئی ہے، ان کی افزائش کی جاتی ہے اور پھر ان سے رنگ کشید کر کے میک اپ کے سامان، ادویہ اور غذائی مواد میں ڈالا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کوچنیل کیڑے سے کارمائن اور لیک نامی کیڑے سے شیلاک نکالا جاتا ہے اور پھر مختلف مصنوعات میں شامل کیا جاتا ہے تو کیا صرف اس بنا پر کیڑوں مکوڑوں کے استعمال کی اجازت ہوگی کہ مجموعے میں جا کر اس کا خبث معلوم نہیں ہوتا اور استقذار ختم ہو جاتا ہے؟

اگر اس پہلو سے غور کیا جائے تو صانع کے لیے مستخبث اشیاء کو مصنوعات میں ملانا جائز معلوم نہیں ہوتا۔ دوسری طرف اگر کوئی خبث رکھنے والی شئے مثلاً: مکھی وغیرہ دیگ میں گر جائے تو

فقہاء اس بنا پر اس کا استعمال جائز قرار دیتے ہیں کہ اتنی مقدار میں استخباث نہیں ہوتا، اس طرح کی تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شئے استخباث کی حد سے نکل جائے تو اس کا استعمال جائز ہونا چاہیے، مگر حق بات یہ ہے کہ مکھی وغیرہ کے گرنے سے خود مکھی کا نہیں بلکہ سالن کے استعمال کا جائز ہونا مراد ہے، کیونکہ مکھی پاک ضرور ہے، مگر حلال نہیں، اس میں خبث کی علت بھی ہے اور خون بھی ہے اور مکھی کا خون اگرچہ سائل نہیں مگر کھانا اس کا بھی جائز نہیں:

’’وما لم يذبح ذبحًا شرعيًا أو مات فهو حرام ولا يحل إلا ميتتان السمك والجراد وفي معناهما ما يستحيل من الأطعمة كدود التفاح والخل والجبن، فإن الاحترازَ منهما غير ممكن فأما إذا أفردت وأكلت فحكمها حكم الذباب والخنفساء والعقرب وكل ما ليس لهٗ نفس سائلة لا سبب في تحريمها إلا الاستقذار ولو لم يكن لكان لا يكره فإن وجد شخص لا يستقذرہٗ لم يلتفت إلٰى خصوص طبعه فإنهٗ التحق بالخبائث لعموم الاستقذار فيكره أكلهٗ كما لو جمع المخاط وشربه كره، ذٰلك وليست الكراهة لنجاستها فإن الصحيح أنها لاتنجس بالموت إذ أمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم بأن يمقل الذباب في الطعام إذا وقع فيه ، حديث الأمر بأن يمقل الذباب في الطعام إذا وقع فيه ، رواه البخاري من حديث أبي هريرةؓ ۔‘‘ (۵)

بہشتی زیور میں ہے:

’’اسی طرح سرکہ کو مع کیڑوں کے کھانا یا کسی معجون وغیرہ کو جس میں کیڑے پڑ گئے ہوں مع کیڑوں کے یا مٹھائی کو مع چیونٹیوں کے کھانا درست نہیں اور کیڑے نکال کر درست ہے۔‘‘

فتاویٰ مظاہر العلوم میں ہے:

’’مکھی غیر ذی دم مسفوح ہے، لہٰذا جب سالن میں گر جاتی ہے تو اس کے مرنے سے سالن ناپاک نہیں ہوتا، لہٰذا اس سالن کا کھانا شرعاً جائز قرار پایا، اور چونکہ مکھی منجملہ خبائث کے ہے اور تمام خبائث کا کھانا حرام ہے، لہٰذا مکھی کا کھانا اور کھلانا حرام ہوگا۔‘‘ (۶)

نجاست:

پروڈکٹ میں کوئی نجس چیز ملانا نہ تو صانع کے لیے جائز ہے اور نہ ہی صارف کے لیے اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ نجس چیز کے ملنے سے مجموعہ نجس ہوتا ہے، اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حرام مقدار کم اور نہ ہونے کے برابر ہے۔ نجس جزء پر مشتمل پروڈکٹ کا داخلی استعمال منع ہے، البتہ اس حکم سے استثناء صرف اس صورت میں مل سکتا ہے جب نجس چیز نہ چاہتے ہوئے بھی کسی شئے میں شامل

ہو جائے اور اس سے بچنا بھی مشکل ہو اور خود نجس چیز مقدار میں بہت معمولی ہو، مثلاً: چوہے کی مینگنی گندم میں پس جائے یا دودھ دوہتے وقت ایک دو مینگنیاں دودھ میں گر جائیں اور ٹوٹنے سے پہلے نکال دی جائیں اور دودھ میں اس کا کوئی اثر بھی ظاہر نہ ہو۔ (۷)

حاصل بحث

حاصل یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی شئے مضرت یا خبث کی وجہ سے حرام ہو، مگر مجموعے میں جا کر اس کا خبث دور ہو جائے اور مضرت نہ رہے تو اس کا استعمال جائز ہوگا۔

اگر کسی چیز میں چار حرام شرابوں میں سے کوئی ایک شامل ہو تو وہ پروڈکٹ نجس ہونے کی بنا پر حرام ہے، اگرچہ شراب کی مقدار نشہ کی حد تک نہ پہنچتی ہو اور اگر نشہ کی حد تک چار حرام شرابوں میں سے کوئی ایک شامل ہے تو سکر کی وجہ سے بھی اس کا استعمال حرام ہے۔

اگر چار شرابوں کے علاوہ کوئی شراب شامل ہو اور پروڈکٹ مسکر نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔

اگر پروڈکٹ میں انسان کا کوئی جزء یا اس سے ماخوذ کوئی جزء شامل ہے یا کوئی نجس شئے شامل ہے تو اس کا داخلی استعمال جائز نہیں۔

حواشی ومراجع

نوٹ: اس موضوع پر مزید دیکھیں: ''وہ مصنوعات جن میں قلیل مقدار میں حرام شامل ہو'' از مفتی سفیر الدین ثاقب

۱: ...... إحیاء علوم الدین، ج: ۲، ص: ۹۲
۲: ...... بہشتی زیور، حصہ نہم، ص: ۹۸
۳: ...... إحیاء علوم الدین، ج: ۲، ص: ۹۳
۴: ...... إحیاء علوم الدین، ج: ۲، ص: ۹۲
۵: ...... إحیاء علوم الدین، ج: ۲، ص: ۹۲-۹۳
۶: ...... کتاب الحظر والإباحۃ، باب الأکل والشرب، ج: ۱، ص: ۲۹۸، ط: مکتبۃ الشیخ
۷: ...... ''مبحث فی بول الفأرة وبعرها وبول الهرة (قولهٗ: وكذا بول الفأرة إلخ) اعلم أنه ذكر فی الخانية أن بول الهرة والفأرة وخرأها نجس فی أظهر الروايات يفسد الماء والثوب ولو طحن بعر الفأرة مع الحنطة ولم يظهر أثره يعفىٰ عنه للضرورة. وفی الخلاصة : إذا بالت الهرة فی الإناء أو علىٰ الثوب تنجس ، وكذا بول الفأرة ، وقال الفقيه أبو جعفر: ينجس الإناء دون الثوب الخ. قال فی الفتح: وهو حسن لعادة تخمير الأوانی ،وبول الفأرة فی رواية لا بأس به ، والمشايخ على أنه نجس لخفة الضرورة بخلاف خرئها ، فإن فيه ضرورة فی الحنطة الخ. والحاصل أن ظاهر الرواية نجاسة الكل . لكن الضرورة متحققة فی بول الهرة فی غير المائعات كالثياب ، وكذا فی خرء الفأرة فی نحو الحنطة دون الثياب والمائعات. وأما بول الفأرة فالضرورة فيه غير متحققة إلا علىٰ تلك الرواية المارة التی ذكر الشارح أن عليها الفتوى ، لكن عبارة التتارخانية :بول الفأرة وخرؤها نجس ، وقيل بولها معفو عنه وعليه الفتوى . وفی الحجة الصحيح أنهٗ نجس الخ. ولفظ الفتوى وإن كان آكد من لفظ الصحيح إلا أن القول الثانی هنا تأيد بكونهٖ ظاهر الرواية، فافهم . لكن تقدم فی فصل البئر أن الأصح أنهٗ لا ينجسه وقد يقال: إن الضرورة فی البئر متحققة ، بخلاف الأوانی؛ لأنها تخمر كما مرّ فتدبر۔'' (ردالمحتار، ج: ۲، ص: ۴۷۶)